www.rahimia.org

بانی : حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوریؒ
قدس اللّٰہ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

مدیرِ اعلیٰ : حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابع

مجلس ادارت

سرپرست : ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر : مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر : محمد عباس شاد

○ درسِ قرآن
○ درسِ حدیث
○ خطبات و بیانات
○ رفتارِ کار
○ دینی مسائل

اداریہ

فرقہ واریت ایک بڑھتا ہوا ناسور
○
حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے سانحۂ ارتحال پر معاصر رسالوں کے تعزیتی تأثرات
○
’تبلیغی جماعت کے مقاصد اور اہداف‘ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی قدس سرہٗ کی نظر میں

جنوری **2014**ء / ربیع الاول **1435**ھ – جلد نمبر **6**، شمارہ نمبر **1** – قیمت فی شمارہ: مبلغ **20** روپے – سالانہ ممبر شپ: مبلغ **200** روپے – تین سالہ ممبر شپ: مبلغ **500** روپے

ارشادِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ

مسند نشینِ ثانی
خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

”اگر آپ خود جدوجہد کر کے اپنی زمینوں کی کاشت نہیں کراؤ گے تو اس کا نتیجہ تو کاشت کاروں کا قبضہ ہونا ہی ہوگا۔ اگر تم سست پڑے رہو گے تو کون ہے جو محنت خود کرے اور اپنی محنت کا پھل تمہارے حوالے کر دیا کرے۔ ہم نے تو شاہ زاہد حسن (مجاز حضرت عالی رائے پوریؒ) کو دیکھا ہے کہ خون پسینہ ایک کر کے اپنی کاشت کراتے تھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج ان کو یا ان کے لڑکوں کو کون پوچھتا۔ اب ان کے لڑکے سستی کرتے ہیں۔ اس کا انجام بھی کیا اچھا ہو سکتا ہے!
باقی رہا جس سے لوگوں کو مخالف بنانا ہو اور جس سے دشمنی کرنی ہو، میرا خیال ہے کہ آج کل اس کو (بلدیاتی) ممبر بنوا دینا کافی ہے۔ لوگ اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ شاہ نذر اور شاہ محمد حسن (معززین علاقہ) کے خلاف تمام علاقے میں کوئی شخص ایک بات نہیں سن سکتا تھا۔ اور ایک آج کا دن ہے کہ ممبر بننے کے بعد سوائے خوشامدیوں کے، علاقے کا بچہ بچہ ان کے خلاف ہو رہا ہے۔ اپنے کام کے لیے لوگوں کی مخالفت مول لی اور اب تجارتوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں، مگر آرام طلبی سے تو وہ بھی پروان نہیں چڑھ سکتی۔“

(مجلس یکم ذی الحج 1365ھ / 27 اکتوبر 1946ء، مقام: رائے پور) (ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 81۔ طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ)
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 9/A، سینٹر پوائنٹ سوسائٹی، بلاک نمبر 21 راشد منہاس روڈ، فیڈرل بی ایریا، کراچی
0092-21-36321616,36320707

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سیوتھ روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
0092-51-4581357-58

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111, 1st فلور، رائل اپارٹمنٹ ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تشریح: امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

قومی انقلاب کی کامیابی کے اصول

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (19:73)

(یہ ایک یاددہانی ہے، اب جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ پکڑ لے۔)

اس آیتِ مبارکہ میں قرآن متنبہ کرتا ہے کہ جو لوگ قرآن حکیم پر غور وفکر کرتے ہیں اور اس کے بارے میں سوچتے ہیں' قرآن حکیم ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے اور جو لوگ اس کے خلاف ارتجاع (Reaction) سوچتے ہیں ان کو تنبیہ کرتا ہے۔ اور اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ "اب جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ پکڑ لے۔"

قرآن حکیم کے انقلاب نے اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا راستہ کھول دیا ہے۔ جو شخص چاہے یہ راستہ اختیار کر لے۔ قرآنی تعلیم کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا پروگرام بنا کر دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔ رسول اللہ کا فرض یہ ہے کہ بھولے بھٹکے لوگوں کو یاددہانی کراتے رہیں۔ آپؐ کے بعد قرآن حکیم کی تعلیم سے صحیح طور پر سوچنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ انقلاب وہی کامیاب ہوتا ہے جس کے کارکن انقلاب کے اصولوں کو سمجھ کر اپنا لیں اور پھر اپنی ذمہ داری پر کام کریں۔ جب تک کوئی شخص اپنے فیصلے سے انقلابی نہیں بنتا انقلاب میں وہ کوئی قیمت نہیں پاتا۔ جو لوگ اچھی طرح سمجھ کر شامل نہ ہوں وہ بھی ارتجاعی (رجعت پسند) بن جایا کرتے ہیں۔ اس لیے قرآن کے اصولوں کو سمجھا کر انقلابی بنانا ضروری ہے۔ اس سورت کے اس رکوع میں مندرجہ ذیل مضامین آ گئے ہیں:

(1) قرآن حکیم کی تحریک عوام اور خواص دونوں میں جاری کی جائے تاکہ یہ اپنے انقلابی اثرات پیدا کرے۔

(2) اس تحریک کو آگے بڑھانے کے واسطے صرف خدا پر بھروسہ کر کے کام کرنا ضروری ہے۔

(3) اس تحریک کا ابتدائی مقابلہ بین الاقوامی میدان میں کسریٰ و قیصر کے سرمایہ پرستانہ نظام سے پیش آئے گا۔ اور قومی میدان میں ان لوگوں سے، جن کی ذہنیت سرمایہ پرستانہ ہے۔

(4) ابتدا میں انقلابی جماعت لڑنے سے باز رہے اور صبر کے ساتھ تمام مصائب برداشت کرتی ہوئی تیاری کرے۔

(5) قرآنی انقلاب کی بنیاد مسکینوں کی خدمت پر ہوگی اور اسی مسئلے پر قیامت کے روز اقوام اور افراد کا فیصلہ ہوگا۔

(6) عمومی انقلاب برپا کرنے سے پہلے اس کے پیش رو (Pioneers) تیار کرنے کے لیے قومی انقلاب پیدا کیا جائے۔

ان اصولوں کی روشنی میں اس سورت مبارکہ میں قرآنی انقلاب کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اور یہ بتلایا گیا ہے کہ قرآن حکیم قیامت کبریٰ کے جس چھوٹے سے نمونے --- انقلاب --- کی خبر دے رہا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا۔ اور کوئی ارضی وسماوی طاقت اسے روک نہ سکے گی!

درسِ حدیث

تشریح: حضرت مولانا خواجہ عبدالحیٔ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایک دوسرے کی مدد

عن ابی سعید الأنصاری. قال: جاء رجل إلی النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم، فقال: انه اُبدع بی فاحملنی. فقال: ما عندی. فقال رجل: یا رسول اللّٰه! انا ادلّهٗ علٰی من یّحملهٗ. فقال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: "من دلّ علٰی خیرٍ فلهٗ مثل اجر فاعلهٖ."

(ابوسعید انصاریؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میری اونٹنی تھک کر چور ہوگئی ہے۔ میری سواری کا بندوبست کر دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس تو نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص بولا کہ اے رسول اللہ! اسے ایسا آدمی بتاتا ہوں، جو اس کو سواری دے دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی کو کسی نیک کام کے کرنے کا موقع دے، اسے اتنا ہی ثواب ملے گا، جتنا اس کام کے کرنے والے کو ملے گا۔") (مشکوٰۃ شریف. کتاب العلم. الفصل الاول)

اس حدیث میں باہمی میل جول کا ایسا قاعدہ بتایا ہے، جس پر اسلامی سوسائٹی کا دارومدار ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہر وقت آپس میں ایک دوسرے کی مدد کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص خود ذاتی طور پر ضرورت مند کی مدد کرنے کے لائق نہیں تو وہ کسی ایسے دوسرے شخص سے سفارش کر دے، جو مدد کر سکتا ہو۔ اس صورت میں سفارش کرنے والے اور مدد کرنے والے دونوں کو ثواب ملے گا۔

حدیث میں ایک ایسی ضرورت کا بیان ہے، جس کے پورے ہوئے بغیر سارے کام رُک جاتے ہیں۔ کیوں کہ اگر کسی کی اونٹنی تھک کر چور ہو جائے تو وہ گویا چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ اسی پر اور ضرورتوں کو قیاس کر لینا چاہیے۔ مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں ہر ایک کی ضرورت کا علم ہونا چاہیے اور ضرورت مند کو بھی، جس کی ضرورت بہت سخت ہو، اپنی ضرورت مسلمانوں کے سردار کو بتا دینی چاہیے۔ اگر خود سردار کے پاس اس وقت کچھ نہ ہو تو حاضرین میں سے جس کو مقدور ہو، اس کی ضرورت خود پوری کر دینی چاہیے۔ اگر خود پوری نہ کر سکے تو ضرورت مند کو ایسے آدمی کے پاس بھیج دے، جو اس کی ضرورت کو پورا کر دے۔

عقل منداس حدیث پر تھوڑا سا غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو کس قدر سیدھے سادے طریقے سے رہنا سکھانا چاہتا ہے، جس میں کسی کی ضرورت اٹکی نہیں رہ سکتی۔ اور حقیقت میں انسانوں کے مل جل کر رہنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ ورنہ پھر مل جل کر رہنے اور الگ رہنے میں کیا فرق ہوگا؟ اگر ایک شخص شہری اجتماعی زندگی اختیار کرتا ہے اور پھر بھی ضرورت کے وقت اسے پریشان پھرنا پڑتا ہے تو وہ تو اسی شخص کے برابر ہے، جو جنگل میں تنہا پھنس گیا ہو۔ اس حقیقت کے ساتھ ساتھ اس امر کو بھی نہ بھولنا چاہیے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کوئی شخص بے ضرورت سوال نہ کرے اور ضرورت کے وقت بھی سوال ہر ایک سے نہ کرے، بلکہ سردار جماعت سے کرے۔ اور سردار جماعت کے پاس یا تو اتنا سامان ہونا چاہیے کہ وہ ضرورت مند کی وقت پر مدد کر سکے یا اس کے اردگرد لوگوں میں سے جس کے پاس مدد کا سامان ہو، وہ فوراً ضرورت مند کو مدد پہنچائے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے میں لالچ اور بخل کو ہرگز روا نہ رکھے۔ اسلامی معاشرے کا امتیازی نشان ایک دوسرے سے میل جول کرنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ نیز جہاں تک ہو سکے، باعثِ زحمت نہ بنے۔

www.rahimia.org

اداریہ

فرقہ واریت ایک بڑھتا ہوا ناسور

گزشتہ چند ہفتوں سے پاکستان فرقہ واریت اور تشدد کی بدترین لہر کا شکار ہے، جس میں قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ایک المیے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ محرم الحرام میں راولپنڈی میں رُونما ہونے والے اندوہ ناک واقعے نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، جس کے بعد سے ملک کے مختلف شہروں میں نام ور لوگ اندھی گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ سماج دشمن قوتیں ایسے موقع کو اپنے حق میں استعمال کرنے کے حوالے سے گھات لگائے بیٹھی ہیں۔ وہ پاکستان کو افغانستان، عراق اور شام جیسے حالات سے دوچار کرنا چاہ رہی ہیں۔

ایسے موقع پر پاکستان میں فرقہ واریت کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پس پردہ حقائق کو جاننا اور اس کے سیاسی وسماجی عوامل کھوجنا ازبس ضروری ہے، تاکہ ہم اس عفریت سے اپنے معاشرے کو نجات دلانے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ فرقہ واریت ایک ایسا ناسور ہے، جو معاشروں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ اسلام میں ہر طرح کی فرقہ واریت اور تعصب کو رد کیا گیا ہے' خواہ وہ علاقے، نسل، سیاسی وابستگی، مذہب یا مسلک کی بنیاد پر ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن حکیم نے فرقوں کی بنیاد پر سوسائٹی کی تقسیم کو فرعونی سیاست کا ایک حربہ قرار دیا ہے۔

کسی معاشرے میں مختلف الخیال لوگوں کا گروہیتوں میں تقسیم ہو کر معاشرتی وحدت کو پارہ پارہ کردینا' ایک بہت ہی سنگین عمل ہے۔ کسی ایک مسئلے پر رائے کا اختلاف اور اس کا اظہار زندہ معاشروں کی نشانی ہے، لیکن اس پر گروہیت پیدا کرنا اور اجتماعیت کے مقابلے میں فرقہ وارانہ ٹولیوں کے ذریعے عالمی سامراج کے لیے بطور آلہ کار استعمال ہونا' ایک بہت ہی مذموم عمل ہے، جس کی اسلامی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسلام میں مختلف جماعتیں اور حلقے قدیم دور سے چلے آرہے ہیں، جن کے لیے فرقے کی بجائے سوچ وفکر کے مختلف دبستان زیادہ مناسب تعبیر ہے اور ان کا وجود اسلام میں آزادیٔ اظہارِ رائے کا ثبوت ہے۔

اسلامی معاشروں میں بہت سے مسالک اور فکر وخیال کے حلقوں کے علاوہ چار مختلف فقہی مسالک امتِ مسلمہ میں صدیوں سے معمول بہ چلے آرہے ہیں، جس میں حلال وحرام سے لے کر جائز وناجائز تک پر اہل علم کی آرا موجود ہیں، لیکن ایک دوسرے کی محترم شخصیات کے پورے احترام کے ساتھ اپنے مؤقف پر دلیل وبُرہان کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔ کسی بھی دور میں ان اختلافات کو نہ تو فرقہ واریت کا رنگ دیا گیا اور نہ ہی ان کو بنیاد بنا کر انسانوں کی جانیں لی گئیں، بلکہ دوسرے فریق کے اصول وضوابط اور دلائل کو بنظرِ استحسان دیکھا گیا۔ خود برّعظیم اور ہندوستان جیسے کثیر المذاہب ومشرب خطے میں مسلمانوں کی ایک لمبے عرصے تک قومی حکومتیں اسلام کے رواداری پر مبنی تصور کی غماز ہیں۔

فکر ونظر کے اختلاف کو دشمنی اور فرقہ وارانہ رنگ کا درجہ دینا ہمارے خطے میں استعماری قوتوں کے دور کی یادگار ہے۔ آزادی سے قبل اس طرح کے مذہبی اور فرقہ وارانہ فسادات کا تذکرہ بہت ہی کم ملتا ہے۔ برّعظیم ہند میں فرقہ وارانہ فسادات کی شروعات مغلیہ دورِ حکومت کے زوال اور انگریزوں کے اس خطے پر ناجائز قبضے کے بعد بیس وی صدی کے آغاز سے ہوتی ہے۔

دراصل انگریزوں کو ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ اس خطے کے باشندوں کو آپس میں لڑائیں' ان کے درمیان اختلافی اور متنازعہ امور کو اچھالیں۔ اس کے لیے انگریزوں نے ''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' کی پالیسی اپنائی اور اسی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے تین سو سالوں سے زائد عرصے تک ہندوستان پر حکومت کرتے رہے۔ انگریزوں کی اس فرقہ وارانہ پالیسی نے اس خطے کی سالمیت، برسوں سے چلے آرہے بھائی چارے اور رَواداری کو زِک پہنچائی اور بالآخر اس فرقہ وارانہ مزاج نے قومی سیاست کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور خطے کو انھیں نفرتوں کے سائے میں تقسیم کردیا گیا۔

علم وفکر اور سیاست کے میدان کے وہ تجربہ کار رہنما' جنھوں نے آزادی کی تحریکوں کو اپنے خون سے سینچا تھا' وہ انگریز کی سیاست اور فرقہ وارانہ پالیسی کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ انھوں نے بہت کوششیں کیں کہ اس خطے کی سیاست مشترکہ انسانی اقدار اور اسلام کے رواداری کے فلسفے پر قائم رہے، لیکن انگریز استعمار نے تو ان کی کوششوں کو بے نتیجہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اپنوں نے بھی ان کی بات سنی اَن سنی کردی اور وہ جذبات کے اس خیالی گھوڑے پر سوار رہے' جس کے باعث وہ کسی بھی مؤقف کو دلیل وبُرہان کی بنیاد پر سمجھنے کے بجائے محض جذبات کی آنکھ سے دیکھنے اور تعصب کے کان سے سننے کے عادی ہوگئے تھے۔ پھر اس ملک میں ہر مخالف رائے کو اسی ترازو میں تولنے کی روایت جڑ پکڑ گئی اور سب جماعتیں ایک دوسرے سے اسی زبان میں باتیں کرنے لگیں' جو استعمار نے ان کے مونہہ میں ڈال دی تھی۔

آج ہمارے ہاں فرقہ واریت' اعلیٰ سول اور ملٹری اداروں، عدلیہ اور قومی سیاست تک میں سرایت کرچکی ہے۔ مفاد پرست عناصر' جن کے ہاں سماجی اور کاروباری زندگی میں دینی اقدار تک کا احترام کبھی ملحوظ خاطر نہیں رہا' وہ اپنے مفادات کے لیے فرقے اور مسلکی تعصّب کو بطور چھتری اور ڈھال کے استعمال کرتے ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات کی اصل وجہ مذہب نہیں ہوتا، بلکہ دو فریقوں کے آپسی مفادات کا ٹکراؤ فسادات پیدا کرتا ہے اور چالاک لوگ بڑی ذہانت سے اسے مذہبی رنگ دے کر سادہ لوح عوام کی حمایت حاصل کرلیتے ہیں اور عوام کسی اور کی جنگ میں اپنا خون دے کر اسے توانا کر رہے ہوتے ہیں۔

آج پاکستان میں فرقہ واریت کی جنگ میں عالمی طاقتوں کے مفادات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ عالمی سامراج اور بعض ممالک کی ایجنٹ جماعتیں ایسے ہی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں' جس کا ہمارے قومی مفاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات اسی وقت پھوٹتے ہیں' جب مختلف فرقہ وارانہ گروہوں کی سرپرستی کرنے والی سامراجی قوتوں کے تضادات شدت اختیار کرجاتے ہیں۔ پاکستان میں ایک عرصے سے فسادات ایک منصوبہ بند سازش کے تحت انجام دیے جاتے ہیں۔ اس کے لیے ان شہری علاقوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، جہاں پر اقتصادی اور صنعتی سرگرمیاں نسبتاً بہتر اور فعال ہوتی ہیں۔ ان فسادات کے ذریعے انھیں معطل کر کے ملک اور معاشرے کو اقتصادی بحران کا شکار بنایا جاتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا ضابطہ اخلاق طے کیا جائے' جس میں قابل احترام شخصیات کے بارے میں سَبّ وشتم کرنے والوں کو کوئی رعایت نہ دی جائے۔ ان سے قانون کے مطابق آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ ان برگزیدہ شخصیات کے ناموں کو کوئی گروہ اپنے سیاسی اور گروہی مفادات کے لیے استعمال نہ کرسکے۔ فرقوں کی علامتوں کی نفی کر کے قومی سیاست سے فرقہ وارارنہ شناختوں کو الگ کردیا جائے اور قومی سیاست کو اجتماعیت کے اصول پر منظّم کیا جائے، جس میں خدا کی مخلوق کی خدمت اور رضائے الٰہی کے حصول کو بنیادی مقصد قرار دیا جائے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ دنیا میں آج بھی مسلمان نمائندوں کو غیر مسلموں تک کے ووٹ ملتے ہیں۔ وہ دراصل خدا کی مخلوق کی حفاظت اور خدمت کے اصول پر ہی ملتے ہیں۔ (مدیر)

www.rahimia.org

خطبہ جمعۃ المبارک

افادات
حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
جانشین حضرت رائے پوری رابع ومسند نشین خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے 06/ستمبر 2013ء کو ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ کے مین کیمپس لاہور میں نماز جمعہ کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے خطبہ مسنونہ کے بعد قرآن حکیم کی آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝ (119:9) کے تناظر میں اپنی گفتگو میں مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے:

معزز دوستو! ایک مسلمان کی کامیابی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر پورے دل وجان کے ساتھ عمل کرنے کا عزم اور ارادہ رکھے۔ ایمان و یقین اور اعتماد پیدا کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک انسانیت کی ہدایت کا ایک واضح پروگرام، صحیح اور درست لائحۂ عمل انسانیت کے سامنے رکھا ہے۔ آپؐ کی تعلیمات افرادِ انسانی کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کے حوالے سے رہنمائی کرتی ہیں۔ اس دنیا میں انسان کو جن بنیادی اساسی امور میں رہنمائی کی ضرورت ہے، آپؐ کی تعلیمات نے انھیں بحُسن وخوبی بیان کیا ہے۔ مسلمان کو مسلمان اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کا فرماں بردار ہوتا ہے۔ مسلمان کا لغوی معنی ہی یہ ہے کہ وہ فرد جو اپنی خواہش، اپنے ارادے، اپنے تقاضے ختم کرکے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کا فرماں بردار بن جائے اور اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کے سپرد کردے۔

بات دراصل یہ ہے کہ دنیا میں انسان کسی نہ کسی فکر اور نظریے کے تحت ہی کام کرتا ہے۔ اس کے دل ودماغ میں پہلے ایک خیال اور فکر آتا ہے۔ پھر وہ عمل کرتا ہے۔ صبح سے شام تک اس کے ہاتھ پاؤں، جسم حرکتِ عمل میں مصروف رہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ اس کے جسم کی حرکت، اس کی زبان کے گفتگو کا انداز واسلوب، اس کے خیالات وافکار کیا کسی منظّم نظریے اور فکر کے مطابق ہونے چاہئیں یا بغیر کسی نظم وضبط، بغیر کسی تنظیم اور نظم ونسق، ہر طرح کے اوٹ پٹانگ اعمال اور افکار سرزد ہونے چاہئیں۔ آدمی صبح سے شام تک کبھی کوئی کام کرنے لگے، کبھی کچھ کرنے لگے، کبھی کچھ کرنے لگے اور ان تمام اعمال میں آپس میں کوئی ربط نہ ہو، تو شام تک اس ادھیڑبُن کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

آج کل یہ بات سمجھنی بڑی آسان ہوگئی ہے۔ جیسے کمپیوٹر ایک طے شدہ فیڈ کیے ہوئے طریقۂ کار کے مطابق اپنے برین کو استعمال کرتا ہے۔ اگر وہ طریقۂ کار کے مطابق کام کرے تو بہت سے امور نمٹا دیتا ہے۔ لیکن اسی کمپیوٹر کے اندر اگر ایک وائرس داخل ہوجائے، تو کمپیوٹر تو چل رہا ہے، لیکن اس کی طاقت اور توانائی اس وائرس کے لیے خرچ ہورہی ہے۔ وائرس کے ذریعے سے اسے ایک کام کو مثلاً ایک لاکھ دفعہ کرنے کی کمانڈ دے دی گئی، اس کے نتیجے میں اس کی رفتار بھی کم، اس کی کارکردگی بھی کم، وہ کام تو کررہا ہے، لیکن اس کا کوئی رزلٹ نہیں ہے۔ وہ طے شدہ طریقۂ کار کے مطابق کام نہیں کررہا ہے۔ اسی طرح اگر انسانی دماغ صبح سے شام تک کسی مربوط اور منظّم فکر اور نظریے کے تحت کام نہ کرے، تو اس کے جسم کے تھکا دینے والے تمام اعمال کوئی رزلٹ نہیں پیدا کرتے۔

اسی طریقے سے اس کے سوچے ہوئے تمام خیالات صبح سے شام تک اس کے اندر تحریک اور عمل پیدا کرکے نتائج حاصل کرنے کا باعث نہیں بنتے۔ اگر کسی کا دماغ الجھ رہا ہے تو اتنی ہی زیادہ ٹینشن، دماغی اور نفسیاتی امراض ظاہر ہوں گے۔ یہ دماغی امراض کیا ہیں؟ یہی کہ جب آپ کے سامنے کوئی واضح نظریہ اور فکر نہیں اور آپ کا دماغ حد سے زیادہ کام کرتا ہے۔ اس کی ایک کپیسٹی ہے، وہ تو اپنی توانائیوں کو خرچ کررہا ہے۔ تو جو کام دماغ اور فکر وسوچ کے ساتھ ایک مہینے میں کرنا تھا، لیکن ایک دن کے اندر دماغ بوجھل ہوگیا، اسی کام کے اندر الجھا رہا، نتیجہ کچھ نہیں۔ لایعنی کاموں کی طرف زیادہ ہے۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت عمدہ بات ارشاد فرمائی: ’’مِن حُسن اسلام المرأ ترک ما لایعنیه.‘‘ ایک مسلمان کے اسلام کا سب سے بڑا حسن اور خوب صورتی یہ ہے کہ وہ لایعنی کاموں کو ترک کردے۔ محض دماغ کو الجھا کر رکھنے والے کسی دماغی وائرس کے اندر مبتلا نہ ہو۔ اور محض غیر مربوط اور غیر منظّم اعمال کے اندر اس کی عملی صلاحیتیں خرچ نہ ہوں، لایعنی کاموں کا مطلب یہ ہے کہ صبح سے شام تک آپ ایسے کام کرتے رہیں کہ جس کا کوئی دنیا میں رزلٹ یا معاشی فائدہ بھی نہیں ہوتا اور نہ آخرت میں کوئی فائدہ ہوسکتا ہے تو وہ عمل بے کار ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے کہا: لَهْوَ الْحَدِیْثِ (6:31)، باتوں کا کھیل یعنی فضول اور لغو اعمال۔ اسی کو قرآن نے دوسری جگہ پر کہا ہے: اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (104:18)، وہ لوگ جن کی دنیا کی زندگی میں تمام تر اعمال اور کام ضائع گئے۔ یعنی ان کے اعمال میں کوئی نظم نہیں، کوئی ضبط نہیں، کوئی باہمی ربط نہیں، تو ان اعمال کا نتیجہ گمراہی، بے کاری اور فضولیات کی صورت میں نکلے گا۔ تو انسان اپنی زندگی میں فضول اعمال کرے یا اپنے ذہن، دماغ اور فکر میں لایعنی افکار وخیالات پال لے، دونوں چیزیں ہی نقصان دہ ہیں۔

مسلمان کیا ہے؟ مسلمان وہ ہے کہ جو ایک سوچے سمجھے نقطۂ نگاہ سے ایک واضح مربوط فکر اور نظریہ رکھتا ہے۔ ایمان اس بات کا نام ہے کہ آپ دوٹوک اور قطعی امور پر ایمان لاکر دماغ کو سکون دے دیتے ہیں۔ آپ نے متعین کرلیا کہ اس کائنات کا نظام چلانے والی ایک ذات اللہ رب العزت ہے اور اس کے حکم کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ پوری کائنات کا سسٹم اس کے کنٹرول میں ہے۔ اس کی حکمرانی، اس کی شہنشاہیت، اس کی الوہیت، اسی کی ملوکیت، اسی کی ربوبیت، آپ نے ایک حد بندی کردی کہ آخری حد یہ ہے۔ اور دنیا کے تمام حکمران، تمام بادشاہ، تمام سسٹم چلانے والے اس عالم گیر سسٹم کے تابع ہوں۔ وہ اس سے ماورا کوئی فیصلہ اور کوئی اقدام نہیں کرسکتے۔ تو آپ کی ذہنی پرواز کتنی ہوسکتی ہے، اس مخلوقات کے بارے میں سوچیں گے، گرد وپیش معاملات کے بارے میں سوچیں گے، زیادہ زور لگائیں گے تو اس کرۂ ارض سے نکل کر خلاؤں میں گھومیں گے۔ خلا کے اوپر جائیں گے تو آسمان کو دیکھیں گے، اس کے بارے میں سوچیں گے۔ آسمانوں کے دائرے سے بھی بلند تر، اس سے بھی بلند تر ایک ذاتِ باری تعالیٰ کا نقطۂ توحید آپ نے متعین کرلیا۔ اب تمام سوچیں اس کے تابع ہیں اور اس سسٹم کے مطابق ہیں۔

آپ نے یہ طے کرلیا کہ اس دنیا میں ایک انسان ایسا ہے، جو سید الانبیا ہیں۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرستادہ ہیں، رسول ہیں۔ وہ آخری اتھارٹی ہیں، جن کا نام نامی، اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ہمارا ایمان ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کوئی دنیا کا انسان ان کے ہم پلہ نہیں ہے۔ اور ان پر اتنا اعتماد ہے کہ جو بات ان کی زبانِ مبارک سے نکل چکی، اور جو قانون وہ بیان کرچکے ہیں، اور جو اللہ کا حکم ان کے قلب پر نازل ہوچکا ہے، وہ سو فی صد درست ہے۔ اس

www.rahimia.org

میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اس طرح بہت سارے مزید جتنے ذیلی امور میں آپ کو فراغت ہوگئی، سوچنے کی ضرورت نہیں۔ چناں چہ دماغ کو ایسے امور میں لگانے کی ضرورت ہی نہیں کہ جن باتوں میں قطعی طور پر اللہ کا حکم واضح ہو چکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آ چکا۔

پھر ایک مسلمان کا یہ ایمان بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جو جماعتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تیار ہوئی، جس نے دنیا میں ایک عالم گیر بین الاقوامی انقلاب برپا کر کے بین الاقوامی سطح تک کا عالمی نظام قائم کیا، جس سے بہتر، جس سے عمدہ نظام قائم کرنا ممکن نہیں ہے، تو گویا کہ صحابہ کی اس انقلابی جماعت پر اعتماد کرنے سے آپ بہت سارے امور پر سوچ وفکر اور غور وفکر کی مصیبت اور مشقت سے بچ جائیں گے۔ اب یہ نہیں کہ سوچنا منع ہے، سوچنے کے لیے بھی ایک سطح درکار ہوتی ہے۔ ایک سائنس دان سوچتا ہے، تو وہ کوئی نہ کوئی چیز ایجاد اور دریافت کرتا ہے۔ اور اگر ایک عام آدمی سائنس کے گہرے مسائل پر غور وفکر کرے، تو اس کو سمجھ تو کچھ نہیں آئے گی، جو سمجھ ہوگی، وہ بھی غتر بود ہو جائے گی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک مسلمان کا فکری اور نظریاتی سسٹم مضبوط اور مستحکم ہونا چاہیے۔ ایک مستحکم نظریے پر اس کا پختہ ایمان اور یقین ہونا چاہیے۔ اور پھر اسلام تو وہ نظریہ ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے حوالے سے رہنمائی دیتا ہے۔ دنیا کی زندگی کا کوئی معاملہ ہو یا موت کے بعد قبر، حشر اور اگلے میدان میں اس کی زندگی کے مختلف پہلو، کون سا شعبہ ایسا ہے، جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی نہ فرما دی ہو۔ اور پھر وہ سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

مسلمان توحید ورسالت اور اجتماعیتِ صحابہؓ کی اساس پر ایک منظم نظریہ رکھتا ہے، تا کہ خیالات کے انتشار اور نفسیاتی کنفیوژن سے نکلے۔ سوچ وفکر کے منتشر دائروں میں گردش کرنے کے بجائے ایک منظم اور مربوط نظریے اور فکر کے ماتحت آگے بڑھے۔ اور یہی منظم فکر اور نظریہ اس کے اعمال کی بھی تنظیم کرتا ہے۔ گویا کہ اس کے اعمال ایک منظم نظام کے تحت کام کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔ اس کے تمام اعمال منظم ہوتے ہیں۔ اس کی نماز بھی تنظیم سکھاتی ہے کہ سب لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں۔ ایک امام کے پیچھے، ایک آواز پر تم ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو، تمہاری بات مکمل ہوئی ہے یا نہیں، امام نے اللہ اکبر کہہ دیا تو تمھیں رکوع اور سجدے میں چلے جانا ہے۔ یہ منظم عمل ہے۔ روزہ تمام انسانوں نے ایک مخصوص وقت کے اندر شروع کرنا ہے اور ایک مخصوص وقت میں ختم کرنا ہے۔ ایک مخصوص مہینے میں رکھنا ہے۔

اس کے اعمال میں منظم انداز اور اسلوب حج سے بھی ملتا ہے کہ دنیا بھر کے انسان ایک جیسے لباس میں اس کعبۃ اللہ کے گرد ایک ہی انداز میں طواف کریں گے، منیٰ جائیں گے، عرفات اور مزدلفہ پہنچیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ جیسی اس کی عبادات میں تنظیم ہے، اس کے معاشی معاملات کو بھی ایک معاشی سسٹم کے تحت سرانجام پانا ہے۔ اس کے سیاسی امور بھی ایک مربوط اور مستحکم سیاسی نظام کے تحت وجود پذیر ہوں گے۔

یہ نہیں کہ اس کی عبادات کا نظم ونسق تو ہو، لیکن سیاسی نظام کسی سامراج اور طاغوت کا ہو، ایسا نہیں۔ اس کی عبادات اور گھریلو نظام کے اندر تو اسلام کی اقدار ہوں اور اس کی سیاست سامراجی اور طاغوتی ہو۔

دین اسلام کے مطابق اس کا سسٹم تشکیل پذیر ہونا چاہیے۔ اس کا عمرانی معاہدہ اور سماجی ڈھانچہ بھی ایک منظم انداز میں ہوگا۔ بکھرا ہوا اور منتشر نہیں۔ ایک قوم ایک شیرازہ بندی کے تحت کام کرے گی۔ وہ اپنی جغرافیائی، لسانی، تہذیبی اور ثقافتی اختلافات کے باوجود سماجی نقطہ نگاہ سے ایک مربوط سسٹم کا حصہ ہوگی۔ یہ اختلافات اس کی قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا ذریعہ نہیں بنیں گے۔ یہ مطلب ہے اس کے اعمال کے نظم وضبط اور منظم ہونے کا، اس کے تمام اعمال خواہ سیاسی ہوں، معاشی ہوں یا عمرانی ہوں، ایک مربوط نظام کے تحت ہوں۔

مسلمان ہے تو اس کے تمام اعمال ایک ہی مرکز سے وابستہ ہوں گے۔ وہیں سے اسے دینی تعلیم وتربیت حاصل ہوتی ہے، وہیں سے اسے دنیاوی رہنمائی ملتی ہے، وہیں سے اس کے سیاسی مسائل حل ہوتے ہیں، وہیں سے اس کے معاشی مسائل حل ہونے چاہئیں، وہیں سے عبادات اور معاملات کی رہنمائی ملے گی، وہی نماز کا امام ہے، وہی سیاست کا امام ہے، وہی معیشت کا امام ہے۔ یہ تقسیم کا عمل کہاں سے پیدا ہوا۔ یہ غلامی کے اثرات ہیں۔ آج بھی ہم اس غلامی کے نظام سے نجات حاصل نہیں کر پائے۔ تو مسلمان کی سوچ اور فکر بھی مربوط اور منظم، اس کے ذہن میں کوئی انتشار نہیں، کوئی ابہام نہیں، نظریے کا کوئی الجھاؤ نہیں، کوئی فکری ژولیدگی نہیں، اور ایسے ہی اس کے اعمال میں بھی ایک مربوط نظم وضبط ہو، تمام اعمال اور امور مربوط ہوں، اس کا بازار اس کی مسجد کے ساتھ مربوط ہو، اس کی مسجد اس کے بازار کے ساتھ مربوط ہو، دونوں الگ الگ نہیں ہو سکتے۔ نماز کا وقت ہو تو وہی بازار کے تمام لوگ بازار بند کریں اور مسجد میں پہنچیں۔ اور جیسے ہی مسجد سے فارغ ہوں تو وہی نمازی مسجد میں دھرنا دے کر نہ بیٹھے رہیں، دوکانوں پر جائیں اور اللہ کا دیا ہوا رزق تلاش کریں۔

مسلمان توحید ورسالت اور اجتماعیتِ صحابہؓ کی اساس پر ایک منظم نظریہ رکھتا ہے، تا کہ خیالات کے انتشار اور نفسیاتی کنفیوژن سے نکلے۔ سوچ وفکر کے منتشر دائروں میں گردش کرنے کے بجائے ایک منظم اور مربوط نظریے اور فکر کے ماتحت آگے بڑھے۔ اور یہی منظم فکر اور نظریہ اس کے اعمال کی بھی تنظیم کرتا ہے۔ گویا کہ اس کے اعمال ایک منظم نظام کے تحت کام کرتے ہیں۔

آج دیکھنا یہ ہے کہ کہیں ہمارے دماغوں میں، ہمارے عملی کام میں کوئی منافقت کا وائرس تو داخل نہیں ہو گیا۔ جب تک کمپیوٹر کا وہ وائرس نہ نکالا جائے، کمپیوٹر صحیح کام نہیں کرتا، تو ہمارا کمپیوٹر کیوں خراب ہے۔ سوچنا چاہیے کہ منافقت کا وائرس ہمارے دماغ کے اندر انتشار پیدا کیے ہوئے ہے، لایعنی کاموں میں لگائے ہوئے ہے، ہم لایعنی اعمال کر رہے ہیں، لایعنی افکار و خیالات کے اندر مبتلا ہیں، جب کہ ایک مسلمان کے اسلام کا سب سے بڑا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔ فضول کاموں سے اپنے آپ کو بچا لے۔ اور جو اسلام کا طے شدہ فکر، اسلام کا طے شدہ سسٹم ہے، اس پر اعتماد پیدا کر کے اسے دنیا میں غالب کرنے کی جدوجہد اور کوشش کرے۔

آج توبہ کے ساتھ ساتھ غور وفکر کی ضرورت ہے کہ یہ جو خیالات اور اعمال کا انتشار ہماری اجتماعیت میں داخل ہو چکا ہے، اس سے بچنے کے لیے جب تک ہم توبہ کر کے ایک واضح اور دو ٹوک اسلام کا نظریہ، سوچ اور فکر اور عمل نہیں اپناتے، کامیابی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اسلام کے سچے نظریے کے مربوط فکر کو سمجھنے اور اس کے مربوط عملی نظام کو شعوری طور پر جاننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

www.rahimia.org

رپورٹ: محمد فیاض جدون، محمد طلحہ، خلیل اللہ مختار

حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

کا دورہ شمالی خیبر پختون خواہ

حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ خیبر پختون خواہ کے دوستوں اور متعلقین کی دعوت پر 10 روزہ دورے پر تشریف لائے۔ چناں چہ آپ مؤرخہ 17/ جون کو لاہور سے روانہ ہوکر رات 1 بجے مانسہرہ پہنچے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ اور حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز مدظلہٗ بھی تھے۔ آپ کا قیام مسجد قبا' محلہ سراجیہ' ٹھاکرہ' مانسہرہ میں ہوا۔

بالاکوٹ اور شوگراں

اگلے روز مورخہ 18/ جون 2013ء بروز منگل کو احباب کا حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کے ہمراہ بالاکوٹ اور شوگراں کا تربیتی سفر تھا۔ یہ سفر اپنی نوعیت کا منفرد سفر تھا' جس میں تربیت کے ساتھ ساتھ تفریح کے پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھا گیا تھا۔ 18/ جون کی سہانی صبح 10 بجے یہ ولی اللّٰہی قافلہ بالاکوٹ کی جانب روانہ ہوا۔ اس قافلے میں تقریباً 50 لوگ شامل تھے۔ بالاکوٹ کا مقام ولی اللّٰہی سلسلے کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ اس مقام پر ولی اللّٰہی تحریک کا ایک باب تکمیل پاتا ہے۔ یہ جگہ حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی جائے شہادت ہے۔ اس دورے کا اہم مقصد اِن علمائے ربانیین کے مزارات پر حاضری دینا بھی تھا۔ اس لیے سب سے پہلے حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے مزار مبارک پر حاضری ہوئی۔ مزار شریف پر حضرت اقدس مدظلہٗ نے تمام احباب کے ہمراہ کافی دیر قیام کیا۔ بالاکوٹ سے آگے بل کھاتی ہوئی سڑک پر ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں شوگراں تک کا سفر بہت سہولت سے طے ہوا۔ شوگراں کی وادی' قدرت کے دل فریب مناظر سے مزیّن ہے۔ یہاں آکر انسان واقعی دلی فرحت محسوس کرتا ہے۔

شوگراں پہنچ کر نماز ظہر ادا کی گئی۔ اس کے بعد ایک میدان میں تقریباً 3 بجے ظہرانے کا دستر خوان بچھایا گیا۔ ایک ہی دستر خوان پر تمام احباب نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد حضرت اقدس کے ساتھ استفادہ نشست کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں مختلف دوستوں نے سوالات کیے۔ زیادہ تر سوالات حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے تھے۔ جن کے جوابات دیتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا: ''سماجی تبدیلی کے حوالے سے ہم جو جدوجہد کر رہے ہیں' اس کی اہمیت ہمیشہ ہے، چاہے ملکی حالات کیسے بھی ہوں۔'' ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: ''سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے متعلق یہ پروپیگنڈا غلط ہے کہ وہ اتنے دور کیا کرنے آئے تھے۔'' آپ نے فرمایا کہ: ''یہ لمحہ فکریہ ہے کہ دوسری قوموں کے لوگ آزادی کے لیے اپنی جان قربان کرنے والوں کو فریڈم فائٹرز اور ہیروز کہتے ہیں، جب کہ ہماری قومی آزادی کے لیے جان کی قربانی دینے والے ہیروز کے خلاف انگریزوں نے ہمارے ذہنوں میں زہر بھر دیا ہے۔'' حضرت اقدس نے مزید فرمایا کہ: ''ان بزرگوں کی علمی اور روحانی نسبت بہت اونچی ہے۔ اگر یہ کوئی مدرسہ کھول لیتے تو ہندوستان میں ان سے بڑا استاد اور عالم نہ ہوتا، لیکن انھوں نے جدوجہد کا یہ مشقت بھرا راستہ اختیار کیا۔ انگریز کے تسلط سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔'' اس پُر فضا مقام پر اتنی پُر تاثیر باتیں دلوں میں عجیب و غریب کیفیت پیدا کر رہی تھیں اور کسی کا دل نہیں چاہتا تھا کہ اس نشست کو برخاست کیا جائے، مگر نمازِ عصر کا وقت قریب تھا۔ چناں چہ نمازِ عصر ساڑھے پانچ بجے ادا کی گئی اور اس کے بعد چائے پیش کی گئی۔ پھر حضرت اقدس نے دعا فرمائی اور واپسی کا رختِ سفر باندھا۔

مانسہرہ

نماز مغرب بالاکوٹ سے پہلے ایک بہت خوب صورت مقام پر ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس' حضرت سید احمد شہیدؒ کی قبر مبارک پر حاضری کے لیے گئے۔ بالاکوٹ سے آگے نکل کر دریا کے کنارے ایک ہوٹل کے لان میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرنا ہوا۔ حضرت اقدس کی دعا کے بعد یہ ولی اللّٰہی قافلہ اپنا تاریخی سفر مکمل کر کے رات کو مسجد قبا مانسہرہ میں پہنچ گیا۔ دوسرے دن پہلی نشست 10 بجے شروع ہوئی۔ جس میں جناب مولانا محمد ناصر عبدالعزیز، مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ اور انجینئر ساجد علی نے سوالات کے جوابات دیے۔

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے جناب طارق خان کی درخواست پر ان کے سکول میکاظ لرننگ ہوم' پکھوال چوک' مانسہرہ کا دورہ کیا۔ حضرت اقدس نے میکاظ لرننگ ہوم میں دعا فرمائی اور کلاس رومز کا دورہ کیا اور جدید طرز کے اس ماڈل سکول کی تعریف کی۔ یہاں سے واپسی کے بعد حضرت اقدس نے ٹھاکرہ میں موجود گارنش پبلک سکول کا دورہ کیا۔ حضرت اقدس کے ساتھ جناب قاری ایاز جدون اور فیاض جدون تھے۔ حضرت اقدس نے سکول میں موجود طالبات اور اساتذہ کو درس قرآن سے مستفید فرمایا۔ درس کا موضوع ''اسلام میں حقوق العباد کا تصور'' تھا۔ حضرت نے اپنے درس میں فرمایا کہ: ''دین اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ اس کا بنیادی مقصد امن وامان کا قیام ہے۔ پُرامن سوسائٹی میں رہنے اور عزت وعصمت کا تحفظ ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ امن وامان انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ دنیا میں موجود ہر چیز اپنی خاص تاثیر رکھتی ہے، اپنے خواص اور اپنی کیمسٹری رکھتی ہے، لیکن انسان ایسی مخلوق ہے جس میں کائنات کے تمام خواص جمع ہیں۔ انسان عرش وفرش اور حیوانات ونباتات کی تمام قوتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک جامع مخلوق ہے۔ اگر اس کی تاثیرات اور خواص ختم کر دیے جائیں تو انسان کی انسانیت مسخ ہوکر رہ جائے۔ اسلام انسانیت کو بچانے اور دنیا میں ترقی دینے کا واضح نظام دیتا ہے۔ نفسِ انسانی ایک جامع کیمیائی مرکب ہے۔ یہ ایک ایسا مرکب ہے جس نے ہزاروں سال رہنا ہے۔ نہ صرف دنیا کی زندگی میں بلکہ مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کے لیے۔ باقی تمام کیمیائی مرکبات کچھ عرصے تک اپنی تاثیر برقرار رکھتے ہیں، لیکن نفسِ انسانی کی کیمسٹری صور پھونکنے سے پہلے اور بعد تک برقرار رہے گی۔ جو چیز جتنی جامعیت لیے ہوئے ہو، اس کے حقوق وفرائض بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور چوں کہ انسان ایسا مرکب ہے جس نے زیادہ دیر قائم رہنا ہے، اس لیے اس کے حقوق وفرائض بھی زیادہ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے اسلام کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اسلام ایک ضابطۂ حیات ہے۔ ایک ایسا scientific system ہے، جو موت کے بعد برزخ، حشر اور جنت ودوزخ کے مرحلے کے کردار بھی بتاتا ہے۔ جب یہ طے ہے تو نفسِ انسانی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی معرفت حاصل کرے۔ نفس اور اس کی روح کی بقا کا راز یہ ہے کہ وہ جس روحِ کل سے کٹ کر اس دنیا میں آتی ہے' اس روح سے وابستگی قائم کرے۔ اس لیے نفس انسانی کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ عبادات کے ذریعے اللہ کی معرفت حاصل کرے

www.rahimia.org

اور جذبۂ ایمانی کے تقاضے کے پیشِ نظر غیر اللہ کی نفی کرتے ہوئے اپنی آزادی و حریت کو برقرار رکھے۔ اور عدل و انصاف کے اصولوں پر چلتے ہوئے ایک ایسی پُرامن سوسائٹی کا قیام عمل میں لائے، جس میں لوگوں کو جان و مال اور عزت و آبرو کا مکمل تحفظ حاصل ہو۔ اور ایسا عادلانہ معاشی نظام ہو جو معاشی ترقی کے بنیادی عناصر (پیدائش دولت، تقسیم دولت اور صَرف دولت) کو شریکِ سفر لیے ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔"

اس کے بعد کچھ خواتین نے سوالات کیے اور پھر وہاں موجود خواتین نے حضرت اقدس سے بیعت کی اور آخر میں حضرت اقدس نے دعائیہ کلمات سے درس کا اختتام کیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس، ڈاکٹر عاشق کے گھر گئے۔ وہاں بھی حضرت اقدس نے خواتین کو درسِ قرآن سے مستفید فرمایا۔ آپ کی واپسی مغرب کے وقت ہوئی۔ مسجد قبا میں مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے "معاشرے کی ترقی میں نوجوانوں کا کردار" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ نے سوالات کے جوابات دیے۔ نماز مغرب حضرت اقدس رائے پوری کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد مجلس ذکر کا اہتمام ہوا، جس میں علاقے بھر کے احباب نے بھرپور شرکت کی۔ مجلس ذکر کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے "جماعتی زندگی میں تعلق مع اللہ کی اہمیت" کے موضوع پر اظہارِ خیال فرمایا اور دوستوں نے اس نشست میں بڑی دل جمعی کے ساتھ شرکت کی۔ آخر میں حضرت اقدس نے حاضرین سے توبہ کے کلمات کہلوائے اور مسنون اذکار کی تلقین فرمائی۔ نمازِ عشا اور طعام کے وقفے کے بعد دوستوں نے حضرت اقدس سے 1 گھنٹہ تک مختلف موضوعات پر سوالات کے ذریعے بھرپور استفادہ کیا۔

مورخہ 20/ جون کو نمازِ فجر کے بعد حضرت اقدس نے مسجد قبا میں درسِ حدیث ارشاد فرمایا۔ اس نشست میں سلسلے سے متعلق احباب کے علاوہ اہلِ محلّہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ درس کے بعد اہلِ محلّہ نے حضرت سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس، جناب شکیل احمد کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، مولانا مفتی محمد مختار حسن، مولانا محمد ناصر عبدالعزیز مدظلہم اور جناب قاری محمد ایاز جدون تھے۔ حضرت اقدس نے شکیل صاحب کے پرائیویٹ ہائی سکول دی سکالرز اکیڈمی کی نئی عمارت کی تعمیر کا افتتاح کیا اور خیر و برکت کے لیے اجتماعی دعا فرمائی۔ تمام مہمانانِ گرامی نے شکیل صاحب کی رہائش گاہ پر ناشتہ کیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس، جناب اسامہ عبید کے سکول 'تناول پبلک ہائی سکول' جو قریب واقع تھا، بمع احباب تشریف لے گئے۔ یہاں بھی اجتماعی دعا ہوئی۔ واپسی پر خاکی گاؤں میں واقع سید اکبر صاحب کے پرائیویٹ مڈل سکول برائٹ ویژن سکول میں حضرت اقدس بمع احباب تشریف لے گئے۔ سید اکبر صاحب نے مہمانانِ گرامی کی پُرتکلف تواضع کی۔ حضرت اقدس نے یہاں بھی اجتماعی دعا فرمائی اور بمع احباب قریب واقع گاؤں تاتار تشریف لے گئے۔ یہاں جناب افضال اور جناب جواد کے گھر تشریف آوری ہوئی۔ ہر دو احباب کے والد اور چچا کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت اقدس نے ان سے تعزیت فرمائی اور مرحومین کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت اقدس، مرحومین کی قبروں پر بھی تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس نماز ظہر کے وقت مسجد قبا واپس پہنچے۔ نماز ظہر حضرت اقدس کی معیت میں مسجد ہال میں ادا کی گئی۔

اس دن گارنش پبلک سکول میں دعوتی سیمینار کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کا آغاز نماز عصر کے بعد ہوا۔ اس سیمینار میں دو موضوع رکھے گئے تھے۔ پہلے موضوع "خانقاہ کا حقیقی کردار اور تاریخی تسلسل" پر مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے پُرتاثیر خطاب کیا۔ شرکا نے انتہائی گرمی کے باوجود بڑی ہی دل جمعی کے ساتھ اس خطاب کو سنا۔ اس کے بعد دوسرے موضوع "اسلام میں بنیادی انسانی حقوق کا تصور اور انسان دوستی" پر حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے خطاب فرمایا اور تمام حاضرین سیمینار نے اس موضوع کو بڑی توجہ کے ساتھ سنا۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑے ہی مدلل اور جامع انداز میں اسلام میں انسان کے پانچ بنیادی حقوق کو بیان کیا۔

آخر میں حضرت اقدس مولانا مفتی آزاد رائے پوری نے دعا فرمائی۔ اس سیمینار اور خطابات سے تمام حاضرین بے حد متاثر ہوئے، جس کا اظہار شرکا نے زبانی اور تحریری دونوں طرح سے کیا۔ سیمینار کے فوراً بعد نماز مغرب سکول میں ہی ادا کی گئی اور پھر واپسی پر مسجد قبا لاری اڈہ میں مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ حضرت کی معیت میں مجلس ذکر کے بعد مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ نے "تصوف کی ضرورت و اہمیت" کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور آخر میں دوستوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ پھر حضرت اقدس نے اجتماعی دعا فرمائی۔ اس کے بعد نمازِ عشا ادا کی اور کھانا کھایا۔ اس کے بعد سب دوست حضرت اقدس کے کمرے میں جمع ہو گئے اور مختلف موضوعات پر سوالات کر کے حضرت اقدس سے رہنمائی حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ صبح نماز فجر کے بعد حضرت اقدس اپنے شرکائے سفر کے ہمراہ نوشہرہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس وقت اپنے معزز مہمانانِ گرامی کو رخصت کرنے کے لیے بڑی تعداد میں دوست جمع تھے انھوں نے افسردہ دلی سے حضرت اقدس اور مرکزی مہمانوں کو رخصت کیا۔ اس طرح حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ کا تین روزہ کامیاب و مصروف دورہ انسانی قلوب پر دین کا حقیقی پیغام ثبت کر کے اور ولی اللّٰہی نظامِ فکر و عمل کی تاریخی جدوجہد کو کامیابیوں کی نئی منازل پر پہنچا کر اختتام پذیر ہوا۔

نوشہرہ

مؤرخہ 21/ جون بروز جمعۃ المبارک کو حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ مانسہرہ سے روانہ ہو کر صبح 10 بجے نوشہرہ میں ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن کے گھر تشریف لائے۔ حضرت اقدس کے ہمراہ مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، مولانا مفتی محمد مختار حسن اور مولانا محمد ناصر عبدالعزیز مدظلہم بھی تھے۔ اس موقع پر متعلقین سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور دیگر دوستوں نے حضرت اقدس کا بھرپور استقبال کیا اور دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دیر آرام کے بعد ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن کی طرف سے چائے کا اہتمام کیا گیا۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت اقدس اور دیگر مرکزی قائدین خطبہ و نماز جمعہ کے لیے مسجد درزیاں تشریف لے گئے، جہاں پہلے سے کثیر تعداد میں دوست موجود تھے۔ 1 بجے سب سے پہلے مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے خطاب فرمایا، جس میں انھوں نے دین میں معاشی نظام کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کے خطاب کے بعد حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ جمعہ کی نماز کے بعد مسجد درزیاں کی انتظامیہ کی طرف سے ختم قرآن اور دستار بندی کی پُروقار تقریب منعقد کی گئی تھی۔ جس میں سب سے پہلے جن بچوں کا قرآن حکیم مکمل ہونا تھا، انھیں حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی نے آخری سبق پڑھایا۔ اور قرآن حکیم کی عظمت و اہمیت پر خطاب کیا۔ اس تقریب کا اختتام حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی دعا سے ہوا۔

www.rahimia.org

پشاور

تقریب کے بعد حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ العالی مع دیگر احباب کے مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ کے گھر تشریف لے گئے جہاں چائے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت اقدس پاکستان ڈگری کالج نوشہرہ کے ڈائریکٹر کی دعوت پر کالج تشریف لے گئے اور دعا کی۔ بعد ازاں حضرت اقدس مع احباب 4:30pm بجے پشاور کے لیے روانگی ہوئی۔ تقریباً 6 بجے حضرت اقدس و دیگر احباب کی ادارہ رحیمیہ پشاور کیمپس تشریف آوری ہوئی۔ یہاں موجود کثیر تعداد میں دوستوں نے حضرت اقدس کا پُرتپاک استقبال کیا۔ احباب نے حضرت اقدس اور دیگر احباب کو پھول کے گل دستے پیش کیے اور پھول کی پتیاں نچھاور کی۔ بعد ازاں نمازِ مغرب تک دوستوں کا حضرت اقدس سے عمومی استفادہ رہا، جب کہ نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر کا اہتمام ہوا، جس میں کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔ مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے ذکر کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ بعد از نمازِ عشا دوستوں کے لیے ایک نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں حضرت اقدس نے ''نظم وضبط کے حوالے سے اداروں اور پروفیشنل ازم کی اہمیت'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ: ''اصل چیز ادارہ جاتی بنیادوں پر سسٹم کی تشکیل ہے اور ادارہ جاتی بنیادوں پر کوئی بھی عمل اس وقت آگے بڑھتا ہے کہ جب سماجی تبدیلی سے پہلے پارٹیاں اپنے نظم میں اداروں کی تشکیل کی اہمیت کو پیش نظر رکھیں، اس کو فروغ دیں اور اس کی مہارت حاصل کریں۔ ولی اللّٰہی جماعت نے ادارہ جاتی قوت عمل سے انگریز سامراج کے خلاف آزادی کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ حضرت اقدس نے مزید فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا، وہ جماعت کی اجتماعی اور ادارہ جاتی طاقت کے بل بوتے پر ہوا۔'' آخر میں حضرت اقدس نے دوستوں کے سوالات کے مفصل جوابات دیے۔

مؤرخہ 22/جون بروز ہفتہ کو نمازِ فجر کے بعد مولانا محمد ناصر عبدالعزیز نے درسِ حدیث دیا۔ اس کے بعد 10 بجے ایک نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''تنظیمی عمل کی ترقی کی اہمیت'' کے عنوان پر دوستوں کی رہنمائی کی۔ نمازِ ظہر کے بعد علوم اسلامیہ کی کلاس کے شرکا کے ساتھ ''نظریات کی تفہیم، تربیت، ذمہ داریاں اور رویے'' کے عنوان پر ایک نشست کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ: ''عالمی سرمایہ داری نظام کے تسلط نے پوری اقوامِ عالم کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہمارا زوال پچھلے ڈھائی سو سال سے جاری ہے۔ ایسا گہرا زوال انسانی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ ہمارے حضرت اقدسؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسانیت کی جتنی بڑی تباہی اور بربادی اس سامراجی نظام نے عالمی سطح پر کی ہے' اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سامراجی فتنے نے انسانیت کو یرغمال بنانے کے لیے جمہوریت کا خوب صورت عنوان استعمال کیا۔ قرآن حکیم نے ہم پر جو ذمہ داری عائد کی ہے وہ یہ کہ ''تم میں ایک جماعت ایسی کیوں نہیں' جو دین میں تفقہ، شعور، عقل، فہم و بصیرت استعمال کرتے ہیں۔'' تو اس دور کی عقل مند جماعت، دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق انسانی مسائل کو سمجھ کر انھیں حل کرنے کی عقل وشعور اور فہم و بصیرت کی حامل شیخ الہندؒ کی جماعت ہے۔ اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جب ہم ولی اللّٰہی فکر کی بات کرتے ہیں تو دراصل یہ قرآن کے ہزار سالہ دور کی تاریخ کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ اسی لیے ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں اسلام کی تعبیر وتشریح جو ولی اللّٰہی سلسلے کے علمائے ربانیین نے کی ہے' وہ معتبر ہے۔ تاکہ سامراجی مقاصد کے لیے کام کرنے والے اسلام میں' اور حقیقی بنیادوں پر انسانی سوسائٹی کی ترقی کے لیے کردار ادا کرنے والے اسلام میں فرق واضح ہو جائے۔ ہمارا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم ولی اللّٰہی سکول آف تھاٹ کو سمجھیں، اس کا شعور پیدا کریں اور اس میں رسوخ حاصل کریں۔ ہمیں ولی اللّٰہی سکول آف تھاٹ کے تمام بنیادی نظریات سے نہ صرف آگہی حاصل ہو، بلکہ اس پر رسوخ اور مہارت بھی پیدا ہو۔ ایک دائرہ' نظریات پر تربیت حاصل کرنا اور دوسرا منظم عملی مہارت پیدا کرنا ہے۔ جماعت کے تاریخی تسلسل اور فکر و عمل کے تناظر میں ہم نے یہ باتیں سمجھنی ہیں کہ نظریات پر رسوخ اس تاریخی تسلسل کے تناظر میں ہوگا جو حضرت محمد ﷺ سے لے کر امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان سے لے کر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ تک جو تسلسل ہے' اس حوالے سے نظریات پر رسوخ، پختگی اور نتائج حاصل کرنے کی درست جدوجہد اور کوشش کرنا۔ یہ بنیادی امور سامنے رکھ کر اگر آگے بڑھیں گے تو یقیناً ہمیں ولی اللّٰہی سکول آف تھاٹ اور اسلام کا حقیقی شعور حاصل ہوگا۔ اور یہی شعور سماجی تبدیلی کا باعث بنے گا۔'' آخر میں حضرت اقدس مدظلہٗ نے دوستوں کے سوالات کے مفصل جوابات دیے۔

نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر کا اہتمام ہوا، جس میں کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔ مجلس ذکر کے بعد مولانا محمد ناصر عبدالعزیز نے ''ذکر کے مقاصد اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج'' پر خطاب فرمایا۔ بعد از نمازِ عشا محاضرین کی حضرت اقدس کے ساتھ استفادہ نشست ہوئی، جس میں دوستوں نے بھرپور سوالات کیے اور حضرت اقدس نے ان کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے۔ یہ نشست رات گئے تک جاری رہی۔

مؤرخہ 23/جون بروز اتوار کو نمازِ فجر کے بعد مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے درسِ حدیث دیا۔ بریز کالج اینڈ یونیورسٹی کے ڈائریکٹر کی Request پر صبح 9 بجے ناشتے کے لیے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اپنے احباب کے ہمراہ بریز کالج اینڈ یونیورسٹی تشریف لے گئے' جہاں پر ناشتے کے ساتھ بریز کے ڈائریکٹر نے حضرت اقدس سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد صبح 11 بجے ادارہ رحیمیہ پشاور کیمپس کے سیمینار ہال میں ایک سیمینار ہوا، جس میں گرد و نواح سے خانقاہ رائے پور کے متوسلین اور احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے ''خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا برصغیر میں کردار'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''علمائے ربانیین وہ ہوتے ہیں جو انبیاؑ کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کی وراثت کیا ہوتی ہے؟ انبیاؑ کا مشن اور پروگرام ہوتا ہے۔ پیغمبر کا جو عمل سنت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے' اس سے تعارف کروانا علمائے ربانی کا کام ہوتا ہے۔ عالم ربانی باطن کی اصلاح کرتا ہے، بھٹکنے سے بچاتا ہے۔ جس شیخ کی خانقاہ سے ظلم اور طاغوتی نظام کے خلاف صحیح نظریہ ملتا ہو' وہ شیخ شیطانی چالوں سے اپنے مرید کو بچاتا ہے۔'' انھوں نے مزید فرمایا کہ ''ولی اللّٰہی جماعت کے یہی وہ علمائے ربانی تھے' جنھوں نے برصغیر کے اس خطے میں انگریز سامراج کے طاغوتی سسٹم کے خلاف منظم کردار ادا کیا۔ جس کے نتیجے میں انگریز سامراج یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوا اور اس خطے کو آزادی ملی۔ آج بھی یہی علمائے ربانیین خانقاہ رحیمیہ رائے پور کی شکل میں نظر آتے ہیں، جو نوجوانوں کی دین اسلام کی جامع فکر پر تربیت کرتے ہیں۔ ان کے اندر ظلم سے نفرت پیدا کرتے ہیں اور آج کے سامراجی، طاغوتی سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف منظم کردار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔''

اس کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی نے ''عصر حاضر کے مسائل اور ان کا ولی اللّٰہی حل'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ:

www.rahimia.org

''یہ زمانہ ''ڈیجیٹل ایج'' کا ہے۔ دنیا اپنے ارتقا کے ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جب انسانوں کے درمیان نئے پیداواری رشتے وجود میں آرہے ہیں۔ اس ڈیجیٹل ایج میں نئے پیداواری رشتوں کا ایک جہاں آباد ہے۔ اس نئے دور میں انسانیت کے بنیادی مسائل کیا ہیں؟ انھیں سمجھنا اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم پاکستانی معاشرے میں بسنے والے لوگ بہت سے پیچیدہ مسائل سے دوچار ہیں۔ مجموعی طور پر ہمارا معاشرہ زوال کا شکار ہے۔ اس ڈیجیٹل ایج میں ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ایک فرد سے لے کر حکومت کے نظام تک ظلم کا نظریہ فروغ پذیر ہے۔ عدل کی سوچ نہیں ہے۔ دہشت گردی کو ہم نے قبول کر لیا ہے۔ ہم خوف پیدا کرنے والوں سے نفرت نہیں رکھتے۔ ہم قاتلوں اور لٹیروں کے مقابلے میں مزاحمتی شعور نہیں رکھتے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ معاشی نقطۂ نظر سے معاشی بھوک و افلاس پیدا کرنے والے جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور مراعات یافتہ طبقات کو تسلیم کیے ہوئے ہیں۔ ہماری قوم پہلے سے بھوک میں مبتلا ہے اور اس بھوک کو قبول کرنے کے لیے تقدیر کا درس دیا جاتا ہے، لیکن ولی اللّٰہی سکول آف تھاٹ نوجوانوں کو مایوسی سے نکالتا ہے۔ لائن آف ایکشن متعین کرنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ مزاحمتی شعور بیدار کرتا ہے۔ آج ہمیں انبیاؑ اور ان کے جانشینوں کے پیغام کو سمجھنا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے اس پیغام کو سمجھنا ہے کہ وہ نظامِ ظلم جو بدامنی، ظلم اور افلاس پھیلا رہا ہے، اسے اکھاڑ کر پھینکا جائے۔ اس مزاحمتی نظریے پر شعوری تربیت اور اس کی اساس پر تنظیمی طاقت پیدا کیے بغیر مسائل کا کوئی حل نہیں ہے۔''

مردان اور مینگورہ

اس کے بعد شام 3 بجے اختتامی نشست کا انعقاد ہوا، جس میں حضرت اقدس نے مختصر نصائح کے بعد دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے اور پھر مردان کے لیے روانہ ہو گئے۔ نمازِ مغرب مردان میں ادا کی، جہاں اس کے بعد ایک سیمینار کا اہتمام تھا۔ سب سے پہلے مولانا محمد ناصر عبدالعزیز مدظلہٗ نے خطاب فرمایا۔ ان کے بعد حضرت اقدس نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

عشا کی نماز کے بعد مردان سے روانہ ہو کر رات 1:45 کو مینگورہ تشریف آوری ہوئی۔ رات کا قیام گنبد میرہ (مینگورہ) میں جناب نورالرحمٰن کاکا کی رہائش گاہ میں رہا۔ صبح ناشتے کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر مہمانانِ گرامی نے مقامی احباب کے ہمراہ ظہر کی نماز سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے شیخ المشائخ حضرت اخوند عبدالغفور سواتی (سیدوباباؒ) کی مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد سیدوباباؒ کے مزار پر حاضری دی اور مراقبہ کیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مدظلہٗ گنبد میرہ تشریف لے گئے، جہاں جناب ثناء اللہ کی رہائش گاہ پر مقامی دوستوں نے ایک دعوتی سیمینار کا انعقاد کیا تھا۔ اس سیمینار میں دو خطابات ہوئے، پہلا خطاب مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ کا ''جدوجہدِ آزادی میں خانقاہوں خصوصاً خانقاہ رائے پور کا کردار'' کے موضوع پر ہوا اور دوسرا خطاب حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کا ہوا۔ جس کا موضوع ''عصرِ حاضر کے سلگتے مسائل اور ان کا ولی اللّٰہی حل'' تھا۔ عصر کی نماز کے بعد سوالات و جوابات کی نشست ہوئی، جس میں دوستوں نے بھرپور استفادہ کیا۔ مغرب کے بعد مجلس ذکر ہوئی اور مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے ''ذکر اللہ کی اہمیت'' کے حوالے سے دوستوں کی راہنمائی فرمائی۔

کوزہ بانڈی

مؤرخہ 25/جون کو ناشتے کے بعد حضرت اقدس مدظلہٗ دیگر احباب کے ساتھ کوزہ بانڈی تشریف لے گئے، جہاں مقامی دوست پہلے سے استقبال کے لیے موجود تھے۔ کوزہ بانڈی میں حضرت اقدس مدظلہٗ نے سب سے پہلے رحیمیہ اکیڈمی (دفتر شمالی مالاکنڈ زون) کا افتتاح کیا اور فیتہ کاٹ کر دعا فرمائی۔ اس موقع پر حضرت والا نے ''جماعت کی تشکیل میں مراکز کی اہمیت'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور دوستوں کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ نمازِ ظہر کے بعد دوستوں نے ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا تھا، جس میں حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے درسِ قرآن دیا۔ اسی دوران حضرت اقدس مدظلہٗ کی کچھ مقامی علما کے ساتھ نشست ہوئی۔ اس نشست کے بعد بہت سارے دوستوں نے حضرت اقدس مدظلہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت نے دعا فرمائی۔ تقریباً 5 بجے حضرت اقدس مدظلہٗ کی خوازہ خیلہ میں تشریف آوری ہوئی، جہاں دوستوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ نمازِ عصر کے بعد مقامی دوستوں نے اباسین پبلک سکول میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا تھا، جس میں حضرت اقدس مدظلہٗ نے درسِ قرآن دیا۔ درسِ قرآن سے پہلے مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہٗ نے حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کا تعارف اور ان کی علمی اور قرآنی خدمات کا تعارف پیش کیا۔ مغرب کے بعد حضرت اقدس مدظلہٗ کی کانجو میں پروفیسر ریاض احمد کی رہائش گاہ پر تشریف آوری ہوئی۔ جہاں مجلس ذکر ہوئی اور مولانا محمد ناصر عبدالعزیز مدظلہٗ نے ''ذکر کی اہمیت'' پر دوستوں کی رہنمائی فرمائی۔ رات کا قیام بھی پروفیسر صاحب کے ہاں تھا۔

لوئر دیر

مؤرخہ 26/جون کو صبح ناشتے کے بعد مقامی دوست حضرت اقدس کی سوات سے رخصتی کے لیے جمع تھے۔ اس موقع پر ''حضرت اقدس کے دورے سے نتائج کیا اور کیسے حاصل کریں؟'' کے حوالے سے حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے دوستوں کی رہنمائی فرمائی اور حضرت والا نے دعا فرمائی۔ تقریباً 11 بجے حضرت اقدس دیگر احباب کے ساتھ لوئر دیر کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت اقدس کے ساتھ جناب نورالرحمٰن کاکا، جناب سلطان رشاد، جناب پروفیسر ریاض احمد اور چند دیگر دوست بھی شریک تھے۔ دیر پہنچنے پر مولانا بہادر زیب اور جناب ساجد حسین اپنے مقامی دوستوں کے ساتھ استقبال کے لیے موجود تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد دوستوں نے تلاش انسٹیٹیوٹ میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا تھا، جس میں مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ نے ''جدوجہدِ آزادی میں خانقاہوں خصوصاً خانقاہِ رائے پور کا کردار'' پر اور حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے ''غلبہ دین؛ مفہوم اور تقاضے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ حضرت اقدس کی دعا سے پروگرام کی تکمیل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس کی لاہور کے لیے واپسی ہوئی۔ چکدرہ تک سوات کے دوست بھی حضرت اقدس کے ساتھ رہے۔ چکدرہ میں سوات کے دوست حضرت اقدس سے رخصت لے کر سوات کی طرف اور حضرت اقدس دیگر احباب کے ساتھ لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔

چکدرہ سے روانہ ہو کر راستے میں مردان کے قریب سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کے مزار پر حاضری دی۔ وہاں سے رخصت ہو کر رات گئے ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ راولپنڈی کیمپس میں تشریف آوری ہوئی۔ رات کے قیام کے بعد اگلے دن صبح کو ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور کو روانگی ہوئی۔ اس طرح خیبر پختون خواہ کا دس روزہ دورہ اختتام پذیر ہوا۔

www.rahimia.org

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمہ اللہ کے سانحۂ ارتحال پر

معاصر رسالوں کے تعزیتی تأثرات

1 ماہنامہ ''ملیہ'' فیصل آباد کے اقتباسات

(رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے پوتے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن بن مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی فیصل آباد میں اپنے والدِ گرامی کے قائم کردہ ادارے ''جامعہ ملیہ'' کے مہتمم ہیں۔ آپؒ کا تعلق خاندانِ علمائے لدھیانہ سے ہے۔ علمائے لدھیانہ کا تعلق شروع سے ہی خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے ساتھ رہا ہے۔ رئیس الاحرار حضرت مولانا لدھیانویؒ کے دادا حضرت مولانا محمد لدھیانوی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے استاذ محترم ہیں۔ پھر رئیس الاحرار اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ بھی حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ ابن انیس ماہنامہ ''ملیہ'' کے مدیر ہیں۔ انھوں نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے سانحۂ ارتحال پر ایک طویل ادارتی شذرہ لکھا ہے۔ اُس کا اقتباس ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔ مدیر)

''خانقاہ رائے پور سے ہمارا گہرا تعلق ہے، اسی لیے اگر اس خانقاہ سے منسوب کوئی بچھڑ جائے تو ہمیں بہت دلی صدمہ ہوتا ہے۔ یوں تو قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دو خلفا حضرت مولانا افتخار الحسن مدظلہ کاندھلوی اور حضرت مولانا محمد مکرم سنسارپوری مدظلہ انڈیا میں اپنے حلقۂ ارادت میں موجود ہیں، جب کہ پاکستان میں حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہٗ رائے ونڈ میں بقیدِ حیات ہیں۔ حاجی صاحب بیعت نہیں فرماتے، مگر رائے پور کے خانوادے کے چشم و چراغ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے انتقال کی خبر سن کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خانقاہ رائے پور کا آخری چراغ گل ہوگیا ہو۔ وہ گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال فرما گئے۔ إنّا للّٰہ و إنّا إلیه راجعون ۔ مرحومؒ حضرت اقدس (مولانا شاہ عبدالقادر) رائے پوریؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری ثم سرگودھوی کے فرزندِ اکبر (اور ان کے جانشین) تھے اور حضرت اقدس رائے پوری ثانی نے خود ان کو خلافت بھی دے رکھی تھی۔ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ ایک ذات کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک تحریک تھے، جو زیرِ زمین چلی گئی۔ حضرت مولاناؒ کے انتقال سے میرے سامنے ان کا وہ تمام سراپا گھوم گیا، جو تقریباً پچاس برس سے دیکھتا چلا آرہا تھا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ جانشین تھے بڑے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ خلیفہ اجل تھے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے۔ اور حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے فکری امین (اور رفیق) بھی تھے۔ مرزا قادیانی پر اول مکفر حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ کے شاگرد بھی تھے۔ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ: ''میں حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی گود میں کھیلتا رہا ہوں۔'' یہی وجہ ہے کہ سن شعور میں رئیس الاحرار نے اپنی بیعت کا سلسلہ بھی انھی سے جوڑا۔ پھر بعد میں ان کے جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے منسلک ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ رئیس الاحرار کی اولاد پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً راقم کے والد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ اسی لیے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پور قدس سرہٗ ہمارے ہاں اکثر تشریف لاتے تھے۔ انھوں نے دو رمضان 1956ء اور 1959ء بھی ہمارے ہاں (تب لائل پور میں) مدرسہ والی مسجد مدرسہ تجوید القرآن موجودہ جامعہ ملیہ اسلامیہ محلّہ خالصہ کالج (فیصل آباد) میں گزارے۔

حضرت اقدس (شاہ عبدالقادر) رائے پوریؒ کے انتقال کے بعد ان کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری بھی اُسی طرح ہمارے ہاں جلوہ افروز ہوتے، جس طرح بڑے حضرت اقدس رائے پوریؒ۔ انھوں نے بھی تین رمضان ہمارے ہاں گزارے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ کی بزرگی کی قدر حضرت اقدس رائے پوری کے ساتھ راقم کے والدؒ کے ایک واقعہ سے ہوتی ہے۔ راقم کے والدؒ فرماتے تھے کہ: ایک دفعہ میرے دل میں سمایا کہ میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی وہ چادر حاصل کرلوں، جو کہ وہ خود اوڑھتے ہیں۔ چناں چہ ایک دفعہ میں نے حضرت اقدسؒ سے اس بارے میں عرض کی۔ حضرت نے جواب نہیں دیا، میں نے بچوں کی طرح ضد کی تو حضرتؒ نے فرمایا: ''ارے انیس! میری چادر لے کر تو کیا کرے گا، اس میں تو گناہ ہی گناہ ہیں۔ مولانا عبدالعزیز کی چادر لے لے، اس میں روزانہ ایک قرآن ختم ہوتا ہے۔'' حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ہمارے ہاں آمد پر اُسی طرح مجمع ہوتا، جس طرح حضرت اقدس رائے پوریؒ کی آمد پر ہوتا تھا۔ وہی علمی مجلسیں، وہی شاعری۔ ایک طرف علمی اشکالات کا حل بیان کیا جاتا تو دوسری طرف حضرت مولانا عبدالمنان دہلوی اور راقم کے والد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ کی فی البدیہ شاعری رنگ بکھیرتی نظر آتی۔

جمعہ کا خطبہ اکثر راقم کے والد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ یا والد صاحبؒ کے فرمانے پر حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ دیتے۔ حال آں کہ اس وقت بڑے بڑے علما تشریف لائے ہوتے۔ جہاں امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا مسعود علی آزاد اور خود مولانا سعید احمدؒ کے والد حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ جیسی شخصیات موجود ہوتیں، پھر مولانا سعید احمد (رائے پوریؒ) کو ممبرِ رسول پر کھڑا کردینا بزرگوں کی طرف سے اعزاز کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ کے انتقال کے بعد جن دنوں حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ تشریف لاتے تو ہزاروں کے مجمع میں چند شخصیات ممتاز نظر آتیں۔ ان میں حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری اور حضرت مولانا عبدالمنان دہلویؒ کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن دہلویؒ شامل ہیں۔ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مولانا فضل الرحمٰنؒ (دہلوی) سناتے اور جمعۃ المبارک کا خطبہ بعض اوقات مولانا سعید احمد رائے پوریؒ دیتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جمعہ کے دن راقم کے والد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ مجھے فرماتے کہ: مولوی سعید احمد صاحب سے جا کر کہو کہ وہ جمعہ پڑھائیں۔ میرا کام یہی ہوتا تھا کہ ان تک پیغام پہنچاؤں۔

حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ خانقاہی نظام کے ساتھ ساتھ سیاست میں عمل دخل رکھتے تھے۔ ان کا سیاسی نقطۂ نظر امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے ملتا تھا اور وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے طرزِ فکر کو اپنائے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا سعید احمد ائے پوریؒ کا نقطہ نظر مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے مستعار تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ: قانون اسمبلی میں بنتا ہے، مگر اس پر عمل کرانے والے پولیس افسر، جج یا انتظامی عہدوں پر فائز جو لوگ ہوتے ہیں، وہ بددیانت ہوتے ہیں۔ ضروری یہ ہے کہ ان عہدوں پر دیانت دار لوگ براجمان ہوں۔ ان عہدوں پر مولوی کو تو یہ قوم قبول کرنے پر تیار نہیں، اس لیے ان میں کوئی مولوی نہیں ہوتا اور نہ ہی ان عہدوں پر مولوی کو لگایا جاتا ہے۔ ان عہدوں پر کالج کا پڑھا لکھا طبقہ ہی براجمان ہوتا ہے۔ لہٰذا کالج اور یونیورسٹیوں کے طلبا پر محنت کرکے آگے بھیجا

www.rahimia.org

جائے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا اکثر داڑھی وغیرہ سے بے نیاز ہوتے ہیں، اسی لیے انھوں نے دینی مدارس سے ہٹ کر کالجوں، یونیورسٹیوں میں ''جمعیت طلبا اسلام'' کے نام سے ایک جماعت بنائی۔ اس سے پہلے اسلامی جمعیت طلبا کے نام سے بھی ایک تنظیم کام کر رہی تھی۔ جس کی سرپرستی جماعتِ اسلامی کیا کرتی تھی اور اب بھی کر رہی ہے۔ 1972ء سے 1975ء تک جمعیت طلبائے اسلام نے حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مرحوم کی سرپرستی میں جس تیزی کے ساتھ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یونین الیکشن میں کامیابی سے قبضہ کرنا شروع کیا، اس کی مثال دینا مشکل ہے۔ بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں جمعیت طلبائے اسلام کے پینل جیت گئے۔ ان میں نامور طلبا لیڈر کے طور پر اُبھرے۔ یہ سب کچھ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی محنت اور حکمتِ عملی کا نتیجہ تھا۔ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ نے جس شان دار طریقے سے یہ کامیابی حاصل کی تھی، اس میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ پوری جمعیت طلبا اسلام انھی کے کنٹرول میں تھی۔ جمعیت علمائے اسلام کے حضرات صرف سرپرستی کرتے تھے، مداخلت نہیں کرتے تھے۔

انھی دنوں ایک کام ایسا ہوا کہ جمعیت طلبائے اسلام کو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ دینی مدارس میں بھی قائم کیا جانے لگا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انھی دنوں جماعتِ اسلامی نے دینی مدارس میں ''جمعیت طلبا عربیہ'' کے نام سے ایک جماعت متعارف کرانا شروع کر دی۔ دینی مدارس کے طلبا دھڑا دھڑ اِس کی فارم رُکنیت پُر کرنے لگے۔ میں ان دنوں لاہور میں ہوتا تھا۔ انھی دنوں حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ لاہور میں سلطان فونڈری والوں کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں بھی وہاں حاضر ہوا، حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ مجھ سے بڑی شفقت فرماتے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اپنے پاس بلا لیا کرتے تھے۔ خصوصاً شام کو کھانے کے بغیر نہیں آنے دیا کرتے تھے۔ اور مخصوص انداز میں فرماتے: ''مولوی حبیب الرحمٰن کچھ کھا اور پی پا کر جایا کرو۔'' یہیں پر مولانا سعید احمد رائے پوری سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو دینی مدارس کے اس خطرے سے آگاہ کیا تو انھوں نے فرمایا کہ: ہم دینی مدارس میں بھی کام کر رہے ہیں۔ میں نے تلخی سے کہا: خاک کر رہے ہیں، جماعتِ اسلامی والے جمعیت طلبا عربیہ کے نام پر بڑی تیزی کے ساتھ فارم رُکنیت پُر کرا رہے ہیں۔ آج ہی جامعہ مدنیہ میں نصف سے زائد طلبا نے فارم رُکنیت پُر کیے ہیں اور ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے اپنے اکابر کی عقیدت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ شاید اسی طرح ہماری نئی نسل ہمارے قابو میں رہے گی۔ اس طرح تو دینی مدارس کی یہ پود ہاتھوں سے نکل جائے گی۔ میری اس بات پر وہ فکرمند ہو گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ ہمارے لیے مصیبت یہ ہے کہ دینی مدارس کے مہتممین اور منتظمین یہ سمجھتے ہیں کہ مدارس میں جمعیت طلبا اسلام بننے سے طلبا پر ان کی گرفت کمزور پڑ جائے گی۔

میں نے ان سے عرض کی کہ آپ ان حضرات کو تسلی دلائیں اور ساتھ فرمائیں کہ اگر اسی طرح ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو دوسرے مسلک کی جماعتیں (ہماری اس محنت کو جو ہم اپنے مدارس میں کر رہے ہیں) لے اُڑیں گی۔ پھر تیزی سے اس پر کام شروع ہو گیا۔ جمعیت طلبا عربیہ کا فارم رُکنیت پُر کرتے ہوئے یہ نہیں بتایا جاتا تھا کہ یہ کس سیاسی جماعت کی ذیلی تنظیم ہے۔ ہم نے یہ کام کیا کہ سب سے پہلے لاہور کے تمام مدارس میں کہلا بھیجا کہ ''جمعیت طلبا عربیہ'' ہماری جماعت نہیں۔ پھر اس کے بعد دینی مدارس میں بھی بھرپور طریقے سے کام شروع ہو گیا۔

جمعیت علمائے اسلام کے جتنے بھی جلسے ہوتے، ان میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ ہی نظر آتے۔ اس دوران مولانا سعید احمدؒ کی جمعیت علمائے اسلام پر بھی گرفت مضبوط ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ یہ بھی سنا اور کہا جانے لگا کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی جگہ انھیں جمعیت علمائے اسلام کا جنرل سیکرٹری بنا دیا جائے اور حضرت مفتی صاحبؒ کو جمعیت کا امیر بنا دیا جائے۔ دانائے راز کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس سلسلے میں حضرت مفتی صاحبؒ کی بھی پشت پناہی تھی۔ واللہ اعلم

2 ماہنامہ ''الاحرار'' ملتان

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کا سانحۂ وفات

ممتاز عالم دین اور روحانی شخصیت اور ادارہ رحیمیہ کے بانی حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ انتقال فرما گئے۔ إنّا للّٰہ و إنّا إلیه راجعون۔ مؤرخہ 26/ستمبر 2012ء کو یہ خبر انتہائی دکھ کے ساتھ سنی گئی کہ خانقاہ رائے پور کے مسند نشین، معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا عبدالعزیز گمتھلویؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ لاہور میں انتقال فرما گئے۔ یاد رہے کہ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ خانوادۂ رحیمیہ سے نسبت کے حامل تھے۔ ان کے والد حضرت مولانا عبدالعزیز گمتھلویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے نواسے اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے جانشین تھے۔ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی خاندانی اور روحانی نسبت کا شرف اتنا بلند ہے کہ سب احترام و عقیدت رکھتے ہیں۔ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ نے بھرپور زندگی گزاری۔ لاہور میں ایک دینی ادارہ رحیمیہ (خانقاہ) قائم کیا، جس سے لوگ فیض پا رہے ہیں۔ مولانا کے انتقال سے دینی حلقوں میں غم و افسوس کی فضا قائم ہے۔ ادارۃ الاحرار حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے اہل خانہ اور جملہ متعلقین و متوسلین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ان سب کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ حضرت مولاناؒ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر علوِ درجات کا ذریعہ بنا دے۔ آمین! (ماہنامہ الاحرار۔ شمارہ اکتوبر 2012ء)

3 ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان

حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کا سانحۂ ارتحال

حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے فرزند و جانشین اور ادارہ رحیمیہ لاہور کے بانی حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری 9/ذی قعدہ 1433ھ مطابق 26/ستمبر 2012ء بروز بدھ لاہور میں انتقال کر گئے۔ إنّا للّٰہ و إنّا إلیه راجعون

مولانا مرحوم فکری طور پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ العزیز اور اُن کی تحریک کے روشن چراغ شیخ الہند مولانا محمود حسن اُموی دیوبندیؒ اور امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے بے حد متاثر تھے۔ سلوک و تصوف میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور اپنے والد ماجدؒ سے فیض پایا۔ 1970ء کی دہائی میں جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ رہے اور جمعیت علما کی ذیلی تنظیم جمعیت طلبائے اسلام کے سرپرست تھے۔ جمعیت علما سے الگ ہوئے تو تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی آبیاری کرتے رہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی نسبت سے خانقاہ رحیمیہ قائم کی۔ آہ! بہت خوبیوں والے انسان تھے۔ اب وہ بھی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ تمام پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

www.rahimia.org

تبلیغی جماعت کے مقاصد اور اھداف

حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی قدس سرہٗ کی نظر میں

(حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے حوالے سے مولانا محمود میاں نے حاجی امان اللہ خان کی روایت سے معاصر 'انوارِ مدینہ' لاہور میں درجِ ذیل تاریخی واقعہ اپنے اس نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے:

''بندہ گزشتہ ماہ پشاور کے سفر پر تھا۔ حیات آباد میں لکی مروت کے حاجی امان اللہ خاں صاحب مدظلہم نے اپنے داماد خالد خان صاحب کی رہائش گاہ پر ایک تاریخی واقعہ سنایا۔ میری درخواست پر حاجی صاحب نے فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا انعام اللہ خان صاحب کو اِملا کروا کر آخر میں اپنے دستخط بھی ثبت فرما دیے۔ فجزاهم الله خيرا ۔ اس کی عمومی اِفادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ'' معاصر کے شکریے کے ساتھ یہاں شائع کیا جارہا ہے۔ مدیر)

''1973ء میں چار ماہ تبلیغ میں لگانے کی غرض سے ہم رائے ونڈ تشریف لے گئے۔ رائے ونڈ والوں نے چار ماہ کی آخری تشکیل بہاولپور کے علاقے میں کردی۔ ہمارے اوپر میاں جی موسیٰ صاحب میواتی ذمہ دار بنا دیا۔ میاں جی موسیٰ صاحب نے مجھ (امان اللہ) سے کہا کہ: میں نے ایک چلّہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ساتھ لگایا تھا۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے مجھے کہا کہ: ''میاں جی موسیٰ صاحب! میں آپ کو ایک راز کی بات بتا دیتا ہوں۔ میاں جی موسیٰ صاحب نے مجھے (امان اللہ سے) کہا کہ چوں کہ آپ کی عقیدت اور محبت حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ ہے، اس لیے میں آپ کو یہ راز کی بات بتا دیتا ہوں کہ اصل میں سلسلہ تبلیغی تحریک جو ہم نے شروع کر رکھا ہے، یہ ہمارا حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ کے ساتھ تعاون اور امداد ہے۔ اس لیے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے دین سے اور اسلام سے بالکل ناواقف ہیں اور ہندو کے رہن سہن اور طور طریقے اور لباس اختیار کر چکے ہیں۔ کلمہ، نماز اور احکاماتِ دین سے ناواقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقفیت کی وجہ سے انگریزوں کے خلاف اور اسلام کے لیے کس طرح قربانی دے سکتے ہیں؟ ہماری اس تحریک کی وجہ سے اللہ کے حکموں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے واقفیت کی وجہ سے ہمارے کہے بغیر حضرت حسین احمد مدنی صاحب کی تحریک میں خود بخود شامل ہوجائیں گے اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب کی تحریک کامیاب ہوجائے گی اور انگریز ہندوستان سے نکل جائیں گے اور انگریز کی غلامی سے ہندوستان کو نجات مل جائے گی۔''

جب میں نے چار ماہ لگا لیے تو میں نے لاہور میں ہمارے بڑے حضرت مولانا حامد میاں صاحب کے پاس آکر میاں جی موسیٰ والا قصہ عرض کیا۔ حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ: ''میاں جی موسیٰ صاحب نے بالکل صحیح بات فرمائی ہے۔

امان اللہ خان بقلمِ خود لکی مروت گاؤں لنڈیوہ 11/12/2012''

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از جناب مفتی عبدالغنی قاسمی شعبہ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

براہ راست سوالات پوچھنے کے لیے رابطہ کریں: 0321-4431184

سوال (1): ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ ہماری مسجد میں اس کا بہت جھگڑا چل رہا ہے۔ اگر امام عمامہ نہ باندھے اور ٹوپی پہن کر نماز پڑھا دے تو نمازیوں کے ایک طبقے کا اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔ نصیر احمد، قصور

جواب: ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا، پڑھانا بلاشبہ درست ہے۔ کوئی حدیث یا فقہ کی عبارت ایسی نہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ بغیر عمامہ کے امامت جائز نہیں۔ عمامہ پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے، مگر بغیر عمامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں۔ بغیر علم کے مسائل دینیہ میں جھگڑے سے بچنا چاہیے۔

سوال (2): چند آدمیوں کی فجر کی نماز قضا ہوگئی۔ وہ طلوع آفتاب کے بعد اس کی قضا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا قضا نماز کی جماعت ہوسکتی ہے؟ اور اگر ہوسکتی ہے تو اس میں قرأت جہراً ہوگی یا خفی؟

جواب: قضا نماز کے لیے بھی جماعت ہونی چاہیے۔ اور جہری نمازوں کی قضا جماعت کے ساتھ کرتے ہوئے بھی قرأت جہراً کرنی چاہیے۔

سوال (3): ایک آدمی قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا ہے اور اذان شروع ہوگئی۔ تو وہ آدمی تلاوت چھوڑ کر اذان سنے اور اس کا جواب دے یا اسے اپنی تلاوت جاری رکھنی چاہیے؟

راؤ محمد اسحاق، لاہور

جواب: اذان کا جواب دینا مستحب ہے، البتہ قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے کو اذان کا جواب دینے کی بجائے اپنی تلاوت جاری رکھنی چاہیے۔

سوال (4): دورانِ نماز اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور قریبی نمازیوں میں نماز پڑھانے کا کوئی اہل نہ ہو تو پچھلی صفوں سے امام کسی کو اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟ صوفی محمد ظہور احمد، لاہور

جواب: ایسی صورت میں امام پچھلی صفوں سے کسی کو بقیہ نماز کی تکمیل کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کرسکتا ہے۔ اور ایسے ہی اگر کوئی شخص لائق امامت ہو اور وہ امام کے خلیفہ مقرر کیے بغیر چلے جانے کے بعد نماز مکمل کرادے تو بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔

سوال (5): اگر بیوی اپنے شوہر سے کسی وجہ سے ناراض ہوکر بلا اجازت شوہر کے گھر سے چلی جائے تو کیا خاوند پر اس کا نان ونفقہ واجب ہوگا یا نہیں؟ مولوی محمد دلشاد، حاصل پور

جواب: بیوی شوہر کی نافرمانی کرتے ہوئے گھر سے چلی جائے تو شوہر پر اس کا نان ونفقہ واجب نہیں، تاوقتیکہ وہ شوہر کے گھر واپس نہ آجائے یا جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ شوہر ہی اس عمل میں قصوروار اور زیادتی کا مرتکب ہے۔

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری (بہاولنگر)
حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان)
حضرت سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
حضرت مولانا محمد اشرف اثر (حیدرآباد)
حضرت ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
حضرت حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)
محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکارپور)
حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ (کوئٹہ)
محترم سید خالد ریاض بخاری (سعودی عرب)
محترم قاری محمد ایاز جدون (مانسہرہ)

پرچہ ہر ماہ کی 3 اور 4 تاریخ کو ارسال کردیا جاتا ہے۔
ممبرشپ کی رقومات کی ترسیل بنام
''رحیمیہ لاہور'' میزان بینک قرطبہ چوک برانچ لاہور
اکاؤنٹ نمبر: 0219-0100328009 پر کریں!

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے
اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس
33/A کوئینز روڈ، لاہور سے جاری کیا۔